© rasailojaraid.com

ششماہی السفیر، کراچی جلد:۱۱،شمارہ:۲،مسلسل شمارہ ۳۰، جولائی۔دسمبر ۲۰۱۷ء

مکتوبات۔امام ربانی میں معاشرتی مسائل کے حل کے لیے پیش کی گئی تجاویز
(ایک تجزیاتی مطالعہ قرآن وسنت کی روشنی میں)

سید محسن علی

ریسرچ اسکالر، شعبہ علوم اسلامی جامعہ کراچی

Abstract

Sheikh Ahmad Sirhindi (Mujadid Alif Sani) is a spiritual personality whose inevitable struggles revived Islam second time and defeated polytheism and innovations in religion The people accepted him as their great leader and made the most of this knowledge & ideology. His Maktobat is a treasure of knowledge, which is relevant for every age but also a source of guidance to our social affairs. In this article, a review of Holy Quran and Sunnah from Maktobat has been presented about the social factors.

Key words: Ideology, Mujadid, Maktobaat, Saint, Social factors.

جب عہد اکبر کا ذکر ہوتا ہے تو شیخ احمد سرہندی المعروف بہ مجدد الف الثانی کا خیال خود بخود ذہن میں آشکار ہو جاتا ہے۔ اللہ رب العلمین نے انہیں چند مخصوص صلاحیتیں عطا کی تھیں۔ان کے قلم نے ایک وقت تک معاشرے کی اصلاح کا فریضہ سرانجام دیا۔ان کی تحریر میں روانی اور زبان میں سختی تھی۔ان کی تصانیف میں سے مکتوبات (مکتوبات،امام ربانی) معروف ہے جس میں معاشرے کے افراد کی تعلیم وتربیت کا باہم سامان موجود ہے۔ ہمارے خیال میں عصر حاضر میں جنم لینے والے معاشرتی اور مذہبی معاملات کے حل کے لیے ان مکتوبات سے مدد لی جاسکتی ہے وہ ہمارے تعمیراتی کاموں میں معاون و مددگار ثابت ہو سکتے ہیں۔مولانا زوار حسین شاہ رقم طراز ہیں''ان کی تصانیف متعلق عرض کرنا کچھ آسان کام نہیں،اس لیے کہ وہ معرفت وتجلیات کے انوار،شریعت وطریقت کے اسرار،علم وعمل کا خزینہ اور کشف وکرامات کا گنجینہ ہیں،لیکن ان تصانیف عالیہ میں نوع انسانی کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فلاح و بہبود کے لیے راہ عمل اوراخلاق وحسانات کے لیے گوہر بے بہا ہیں جن پر عمل پیرا ہوکر ہر فرد و بشر اسلام کا والہ وشیدا اور حق سبحانہ وتعالیٰ کا محبوب بندہ بن سکتا ہیاور دنیا وآخرت کی دولت سے مالا مال ہوسکتا ہے۔''[1]

زیرنظر مضمون میں، درپیش معاشرتی مسائل کا، مکتوبات امام ربانی، میں کیا حل پیش کیا گیا ہے۔اور یہ کہ کیا ان کی تجاویز، قرآن وسنت سے مطابقت رکھتی ہیں یانہیں۔؟ اس کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔

(ا) عدل وانصاف کی تاکید:

کسی بھی کامیاب اورصحت مند معاشرے کے لیےضروری ہے کہ وہاں قضاء کا نظام مستحکم ہو۔فیصلہ کرنے والی ذات باکرداراورغیر جانبدار ہو۔معاملہ کوفہم وفرست سے حل کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو۔ہمارے ہاں قضاء کا نظام، اصلاح کا متقاضی اورسست روی کا شکار ہے۔اکثر فیصلے عدم شہادت کے باعث تعطل کی نظر ہو جاتے ہیں اور پھر شہادت کی عدم دستیاب کے باعث نتائج، انصاف کے برعکس نکلتے ہیں۔ایسا محسوس ہوتا ہے کہ معاشرے میں امیر اورغریب، لوفر اورشریف، قوی اورضعیف کے لیے الگ الگ قانون ہیں۔انصاف کی عدم دستیابی کے باعث معاشرے کے افرادنفسیاتی امراض کا شکار ہو جاتے ہیں۔دیوانگی کی باتیں کرتے ہیں، پاگل خانے آباد ہو جاتے ہیں، کوئی خودکشی کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے تو کوئی ہسپتالوں کے چکر لگاتا ہے۔اکثر قبرستانوں میں تین تین چار چار منزلہ قبریں بن گئی ہیں۔یا پھر ایسا بھی دیکھا گیا ہے نائک جو ہیں کھل نائک بن جاتے ہیں۔ الغرض لوگوں کا اعتماد ان اداروں سے اٹھ گیا ہے۔ادارے اخلاقی طور پر تنزلی کا شکاراور تباہ وبرباد ہو چکے ہیں

شیخ سرہندی، اپنے مکتوب میں جو بنام صدر جہاں صادر ہوا رقم طراز ہیں: کاروبار قرن سابق مصداق ایں سخن است اکنون کہ انقلاب دول بظہور پیوستہ وسورت عناد اہل ملل برہم شکستہ برئمہ اسلام ازصدور عظام وعلمائے کرام لازم است کہ تمام ہمت خود را مصروف روج شریعت غرا ساختہ در بدایت امر ارکان اسلام منہدمہ را بر پاسازند کہ درتسویف خیریت ظاہر نمی شود دلھائے غریبان از یں تاخیر دراضطراب است شدتہائے قرن سابق در دلہائے مسلمانان متمکن است مبادا تلافی آن نشود وغربت اسلام بطویل انجامد ہرگاہ بادشاہاں را گرمی ترویج سنت سینہ مصطفویہ علی صاحبہا الصلوۃ السلام والتحیہ نباشد ومقربان ایشان نیز دریں باب خود را معاف دارند وحیات چندروزہ عزیز شمرند کار برفقراء اہل اسلام بسیار تنگ وتیرہ خواہد بود۔انا اللہ وانا الیہ راجعون۔'' از جملہ شعائر اسلام تعیین قضاۃ است در بلاد اسلام کہ درقرن سابق محو شدہ بود سرہند کہ اعظم بلاد اسلام است چندسال کہ قاضی ندارد و حاصل رقیمہ دعا قاضی یوسف ابائی اورتابناء سرہند است قاضی شدہ آمدہ اند چنانکہ اسنادسلاطین بدست دارد و مشارالیہ بصلاح وتقویٰ متحلّی است اگر صلاح دانند ایں امرعظیم القدر را باوتفویض فرمانند: ثبتنا اللہ سبحنہ و

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تعالیٰ و ایاکم علیٰ جارۃ الشریعہ الحقۃعلیٰ مصدرھاالصلوٰۃ والسلام والتحیۃ''۲: گزشتہ زمانے کے کاروبار اس بات کے مصداق ہیں، اب جب کہ سلطنتوں میں انقلاب پڑ گیا ہے اور مذہب والوں کی عداوت کی تیزی درہم برہم ہوگئی ہے اسلام کے پیشواؤں یعنی بڑے بڑے وزیروں اور امیروں اور بزرگ عالموں پر لازم ہے کہ وہ اپنی تمام ہمت کو روشن شریعت کی ترقی میں لگائیں اور سب سے اول اسلام کے گرے ہوئے ارکان کو قائم کریں۔ کیوں کہ تاخیر میں خیریت ظاہر نہیں ہوتی اور غریبوں کے دل اس تاخیر سے نہایت بیقرار ہیں گزشتہ زمانے کی سختیاں ابھی تک مسلمانوں کے دلوں میں برقرار ہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ان کا تدارک نہ ہو سکے اسلام کی غربت اس سے بھی زیادہ ہو جائے۔ جب بادشاہ سنت سنیہ مصطفویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی ترقی میں سرگرم نہ ہوں اور بادشاہوں کے مقرب بھی ان میں اپنے آپ کو الگ رکھیں اور چندروزہ زندگانی کو عزیز سمجھیں تو پھر اہل اسلام بیچاروں پر زمانہ بہت ہی تنگ ہو جائے گا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسلامی نشانوں میں سے ایک نشان اسلامی شہروں میں قاضیوں کا مقرر کرنا ہے جو گزشتہ زمانہ میں محو ہو گیا تھا۔ سرہند میں جو اہل اسلام کے بڑے شہروں میں سے ہے کئی سال سے کوئی قاضی نہیں حامل رقیمہ ہذا قاضی یوسف کے باپ دادا جب سے سرہند میں آباد ہوئے قاضی ہوتے چلے آئے ہیں چناں چہ بادشاہوں کے اسناد بہت ان کے پاس ہیں اور صلاح وتقویٰ سے بھی آراستہ ہیں اگر بہتر سمجھیں تو اس عظیم الشان کام کو ان کے حوالے فرمائیں۔ اللہ ہم کو اور آپ کو شریعت حقہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ السلام کے سیدھے راستہ پر ثابت قدم رکھے۔''

آپ نے ملاحظہ کیا کہ شیخ صاحب عدل وانصاف کے اداروں یعنی اسلامی عدالت کے تباہ و برباد ہونے پر کتنے رنجیدہ اور اس کے دوبارہ قیام کے لیے کتنے فکرمند نظر آرہے ہیں اور اس کے قیام کو ناگزیر سمجھتے ہیں۔ اسلامی عدالتی نظام، اسلامی ریاست کے ارکان میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھا ہے۔ آیئے اس کے متعلق قرآن و سنت میں کیا احکامات ملتے ہیں ملاحظہ کرتے ہیں۔ کتب ساویہ کے نزول کے مقاصد میں اور ان کی تعلیمات میں سے ایک یہ بھی تھا کہ عدل وانصاف کے ساتھ لوگوں کے تنازعات کو حل کیا جائے۔ جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے: **یَا دَاوٗدُاِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ فَاحْکُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْھَوٰی فَیُضِلَّکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِنَّ الَّذِیْنَ یَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌۢ بِمَانَسُوْایَوْمَ الْحِسَاب**: ۳''اے داؤد ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ مقرر کیا تا کہ تم لوگوں کے درمیان حق کے مطابق فیصلے کرو اور نفسیانی خواہش کی پیروی نہ کرو ورنہ وہ تمہیں اللہ کی راہ سے دور کر دے گی۔ یقیناً جو لوگ اللہ کی راہ دور ہو جاتے ہیں ان کے لیے سخت عذاب ہے اس لیے کہ انہوں نے حساب کے دن کو جھٹلا دیا ہے۔'' درحقیقت قیام عدل ہی دین کی ایک امتیازی وصف ہے۔ اللہ رب العلمین کا ارشاد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے کہ :اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُبِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ:۴؎ ''بیشک اللہ حکم دیتا ہے عدل واحسان کا۔'' اور فرمایا:اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَاوَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْ ا بِالْعَدْلِ:۵؎ ''بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں حق داروں تک پہنچادواور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے لگوتو عدل سے کرو۔'' اور فرمایا:وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَکُم: ۶؎ ''مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان عدل کرتا رہوں۔''

قرآن مجید میں جہاں عدل کی تلقین اوراس پر ملنے والے اجر کی خوشخبری دی گئی ہے وہیں اس کی عدم ادائیگی اوراللہ رب العٰلمین کے نازل کردہ قوانین کے مطابق عمل نہ کرنے پر وعیدیں بھی سنائی گئی ہیں۔جیسا کہ ارشاد ہوا:وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآاَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ:۷؎ ''اور جوکوئی اللہ کے نازل کیے ہوئے کہ مطابق فیصلہ نہ کریں وہ کافر ہیں۔'' اورفرمایا:وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآاَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ:۸؎ ''اور جو کوئی اللہ کے نازل کیے ہوئے کہ مطابق فیصلہ نہ کریں وہ ظالم ہیں'' اورفرمایا:وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآاَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ: ۹؎ ''اور جوکوئی اللہ کے نازل کیے ہوئے کہ مطابق فیصلہ نہ کریں وہ فاسق ہیں۔''

مندجہ بالا احکامات سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے نزدیک عدل کی اہمیت کیا ہے۔یہ ایک اہم فریضہ ہے جولوگ اللہ کی کتاب کا علم نہیں رکھتے اوراس کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے انہیں ان مناصب پر فائز ہونے کا کوئی حق نہیں پہنچتا۔جب نا اہل لوگ ان مناصب پر فائز ہونگے تو انصاف قائم نہیں ہوسکے گا اور دولت اسلامیہ خیر وبرکت سے محروم رہے گی اور جب ان مناصب کے اہل ان مناصب پر فائز ہونگے تو سلطنتِ اسلامیہ خیر و برکت کا نزول ہوگا۔شیخ سرہندی نے بھی اپنے مکتوبات میں اہل ایمان کی توجہ اس جانب مبذول کرائی ہے۔

(۲)غیراسلامی رسم ورواج کی مخالفت:

غیراسلامی ریاستوں سے بین الاقوامی سطح پر قیام امن کے لیے کوششیں کرنا ان سے مختلف نوعیت کے معاہدے کرنا کوئی معیوب یا غیراسلامی بات نہیں۔ لیکن ان کے وہ رسم ورواج جو اسلامی تعلیمات سے لگا نہیں کھاتے انہیں اپنانا درست نہیں۔ ایسا عمل شارع کو پسند نہیں ہے۔شیخ سرہندی نے اپنے مکتوبات کے ذریعے معاشرے بالخصوص بادشاہِ وقت کی اصلاح کی تاکہ ملک میں اسلام اپنے تمام شعائر وارکان کے کے ساتھ رائج ہوجائے اوراسلامی تشخص نمودار ہو۔

شیخ سرہندی، میر محمد نعمان، کولکھتے ہیں: کفار ہند بے تحاشی ہدم مساجد نمایند ودرآنجا تعمیر معبد ہائے خودمی سازند درتھانیسر دروں حوض کرکھیت مسجدے بود ومقبرۂ سزیزے آں راہدم کردہ بجائے آن دیہرہ کلاں راست ساختہ اند ونیز کفار برملا مراسم کفر بجامی آرند ومسلمانان درعاجز اند اکثر احکام عاجز اندروز ایکادشی ہنود

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کہ ترک اکل وشرب می نمایند اہتمام دارند کہ دراں روز در بلاد اسلامی ہیچ مسلمانے در بازار نان پنز دونفروشد و در ماہ مبارک رمضان برملا نان وطعام می پزند می فردشند وہیچ کس از زبونی اسلام منع آن نمی تواند نمود افسوس صد ہزار افسوس بادشاہ وقت از ماست و مافقیراں بایں زبونی وخرابی باکرام ق اعزازیں صاحب دولتان اسلام رونق داشت وعلماء وصوفیا معزز ومحترم بودند وبتقویت اینہا درترویج شریف میکوشیدند شنیدہ ام کہ روزے صاحب قراں امیر تیمور گورگان علیہ الرحمۃ بکوچہ بخارا می گذشت اتفاقاً درویشان خانقاہ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرۃ دران کوچہ گلیہائے خانقاہ خواجہ رامی افشاندند واز گرد پاک می کردند امیر از حسن نشاء مسلمانی کہ داشت دراں کوچہ توقف فرمود تاگرد ہائے خانقاہ راعبیر وصندل خود ساختہ بیرکات وفیوض درویشاں مشرف گرد ومگر بایں تواضع و فروتنی کہ با اہل نمودہ بود بحسن خاتمہ مشرف گشت: ۱۰؎ ’’کفار ہند بے تحاشہ مسجدوں کوگرا کر وہاں اپنے معبد ومندر تعمیر کر رہے ہیں۔ چناں چہ تھانیسر میں حوض کرکھیت کے درمیان ایک مسجد اور ایک بزرگ کا مقبرہ تھا۔ اس کو گرا کر اس کی جگہ بڑا بھاری مندر بنایا ہے۔ نیز کفار اپنی رسموں کو کھلم کھلا بجا رہے ہیں اور مسلمان اکثر اسلامی احکام کے جاری کرنے میں عاجز ہیں۔ ایکادشی کے دن ہندو کھانا ترک کر دیتے ہیں۔ بڑی کوشش کرتے ہیں کہ اسلامی شہروں میں کوئی مسلمان اس دن نہ روٹی کھائے اور نہ بیچے اور ماہ مبارک رمضان میں برملا نان وطعام پکاتے اور بیچتے ہیں۔ مگر اسلام کے مغلوب ہونے کے باعث کوئی روک نہیں سکتا۔ ہائے افسوس بادشاہ وقت ہم میں ہو اور پھر ہم فقیروں کا اس طرح خستہ اور خراب حال ہو۔ بادشاہوں کے اعزاز واکرام ہی سے اسلام کو رونق تھی اور انہی کی بدولت علماء وصوفیہ معزز ومحترم تھے۔ اور انہی کی تقویت سے شریعت کے احکام کو جاری کرتے تھے۔ میں نے سنا ہے کہ ایک دن صاحب قران امیر تیموریہ علیہ الرحمۃ بخارا کی گلی سے گزر رہا تھا۔ اتفاقاً اس وقت حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ کی خانقاہ کے درویش خانقاہ کی دریوں اور بستروں کو جھاڑ رہے تھے اور گرد سے پاک کر رہے تھے اس کوچہ میں ٹھہر گی۔ تاکہ خانقاہ کی گرد کو اپنا صندل وعنبر بنا کر درویشوں کی برکاتِ فیوض سے مشرف ہو۔ شاید اسی تواضع اور فروتنی کے باعث جو اس کو اہل اللہ کے ساتھ حاصل تھی خاتمہ سے مشرف ہوا۔

شیخ صاحب اپنے مکتوب جو بنام شیخ فرید میں رقم طراز ہیں: حق سبحان درکلام مجید خود اہل کفر را دشمن خود ودشمن پیغمبر خود فرمودہ است پس اختلاف وموانست باایں دشمنان خدا ورسول او از اعظم جنایات باشد اقل ضرر درمصائب ومخالطت ایں دشمنان انست کہ قدرت اجرء احکام شرعی ورفع رسوم کفری زبوں می گرد دروحیاتی موانست مانع آں میں آید وایں ضرر بسیار عظیم است دوستی والفت بادشمنان خدا منجر بدشمنی خدائے عزوجل و دشمنی پیغمبر درعلیہ الصلوٰۃ والسلام میشود وشخصی گمان میکند کہ او از اہل اسلام است وتصدیق وایمان باللہ ورسولہ دار

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دا مانمی دا ند کہ ایں قسم اعمال شنیعہ دولت اسلام اورا پاک وصاف می بر و نعوذ باللہ من شرور انفسنا من سیئات اعمالنا''[۱۱] ''حق تعالیٰ نے اہل کفر کو اپنا اور اپنے پیغمبر ﷺ کا دشمن فرمایا پس ان خدا اور رسول کے دشمنوں کے ساتھ ملنا جلنا اور محبت کرنا بھاری گناہ ہے۔کم سے کم ضرر ان کی ہم نشینی اور ملنے جلنے میں یہ ہے کہ احکام شرعی کے جاری کرنے اور کفر کی رسموں کو مٹانے کی طاقت مغلوب ہو جاتی ہے۔اور دوستی کا احیاء اس کا مانع ہو جاتا ہے۔اور ضرر حقیقت میں بہت بڑا ضرر ہے۔خدا کے دشمنوں کے ساتھ دوستی والفت کرنا خدائے تعالیٰ اور اس کے پیغمبر ﷺ کی دشمنی تک پہنچا دیتا ہے۔ایک شخص کرتا ہے کہ وہ اہل اسلام سے ہے اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان وتصدیق رکھتا ہے۔لیکن نہیں جانتا کہ اس قسم کے برے اعمال اس کے اسلام کی دعوت کو پاک وصاف لے جاتے ہیں۔ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ نفسوں کی شرارت اور برے اعمال سے پناہ مانگتے ہیں۔

قرآن مجید نے ایک جانب تو اتحاد کی دعوت دی ہے اور کہا ہے کہ آؤ اس کلمے کی جانب جو ہم میں اور تم میں مشترکہ ہے۔تمام مذاہب کی عبادت گاہوں کو قابل احترام قرار دیا ہے۔دوسروں کے ساتھ معاہدے کرنے کی جانب توجہ مبذول کرائی ہے۔عاجزی اور علم وآگہی تقویٰ و پرہیزگاری،امن وسلامتی کو دوستی کا اصول قرار دیا ہے تو دوسری جانب مذکورہ باتوں کے فقدان کو دشمنی کی نشانی قرار دے کر ان کی مخالفت اور قیام امن کے لیے ان سے قتال کا حکم اور ان کی باتیں نہ ماننے کی نصیحت کی اور قرآن مجید کی اتباع کرنے کا حکم دیا ہے۔

پیش کیے گئے تناظر کو مدنظر رکھتے ہوئے درج ذیل احکامات ملاحظہ کیجیے:

یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتَتَّخِذُوْاعَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْھِمْ بِالْمَوَدَّۃِ وَقَدْکَفَرُوْابِمَاجَآءَکُمْ مِّنَ الْحَق:[۱۲]''اے وہ لوگو جو مان گئے ہو،دوست نہ بناؤ انہیں جو مجھ سے اور تم سے عداوت رکھتے ہیں،تم تو دوستی میں پیغام بھیجتے ہو اور وہ اس حق (قرآن مجید) کے ساتھ جو تمہارے پاس آ چکا ہے اس کا انکار کرتے ہیں۔''اور ارشاد فرمایا:وَاِنْ تُطِعْ اَکْثَرَمَنْ فِی الْاَرْضِ یُضِلُّوْکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّاالظَّنَّ وَاِنْ ھُمْ اِلَّایَخْرُصُوْن:[۱۳]''اور تم ان کی کسی بات کو اس لیے مان کر ان کی پیروی کرنے لگو کہ زمین پر آباد لوگوں کی اکثریت ایسا ہی کہتی ہے تو یہ طریقہ تمہیں اللہ کی راہ سے دور دے گا،یہ لوگ صرف تصور کی گئی باتوں پر چلتے ہیں،اور قیاس آرائیوں سے کام لیتے ہیں۔''

غیروں سے دوستی نہ کرنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ان سے رواداری،حسن سلوک،اور عدل نہ کیا جائے کیوں کہ ہمیں یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ یٰٓاَیُّھَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْاکُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰہِ شُھَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا • اِعْدِلُوْا • ھُوَاَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی • وَاتَّقُوااللّٰہ • اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌم بِمَا تَعْمَلُوْنَ[۱۴]:''اے وہ لوگو جو مان گئے ہو اللہ کے لیے انصاف کے ساتھ شہادت دینے والے بن جاؤ اور لوگوں کی دشمنی تمہیں اس بات پر نہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

آمادہ کردے کہ تم انصاف کے تقاضے کو پورا نہ کرسکو، انصاف کی کرو، یہی باعث تقویٰ ہے، اور اللہ سے ڈرتے رہو اس میں ذرا برابر بھی شک نہیں کہ اللہ کو تمہارے سب اعمال کی خبر ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کے اخلاق حسنہ کا کوئی انکار نہیں کرسکتا آپ ان سے بھی حسن سلوک سے آتے تھے جو آپ کے جانی دشمن بنے ہوئے تھے۔لیکن آپ نے ان کے طور طریقوں کو ہرگز نہیں اپنایا: ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ''**قال رسول الله** ﷺ **من تشبه بقوم فهو منهم**۔''[۱۵]''جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے۔''

(۳) شرکیہ اعمال کی نشاندہی اور اس کی مذمت:

شیخ نے اولیاء کرام کے نام سے منسوب ذبیحہ اور ان سے منسوب نذر و نیاز کو شرک سے تعبیر کیا ہے اور بالخصوص عورتوں میں رائج اعمال شرکیہ کی مذمت کی ہے وہ اپنے ایک مکتوب میں رقم طراز ہیں''وحیوانات را کہ نذر مشائخ میکنند و بر سر قبر ہائے ایشیاں رفتہ آں حیوانات را ذبح مہ نمایند در روایات فقہیہ ایں ذبح را از جنس ذبائح جن انگاشتہ اند کہ ممنوع شرعی است و داخل دائرہ شرک از یں عملنیز اجتناب باید نمود کہ شائبہ شرک دادو جو ہنذر بسیار است چہ در کار رست کہ نذر ذبح حیوانے کنند و ارتکاب ذبح آن نمایند و بذباح جن ملحق سازند و تشبیہ بعیدہ جن پیدا کنند و از یں عالم ست صیام نساء کہ بنیت پیراں و بیبیاں نگاہ دارند۔ میدانند ایں شرکت در عبادت ست و بتوسل و عبادت غیر حاجات خود را از اں غیر خواتین ست شناخت ایں فعل را نیک باید دریافت و حال آنکہ در حدیث قدسی آمدہ است کہ او تعالیٰ فرمودہ الصوم لی و انا اجری بہ۔یعنی صوم مخصوص از برائے من ست وغیرہ مراد عبادت صوم شرکتے نیست ہر چند در ہیچ عبادت شرکت با و تعالیٰ جائز نیس اما تخصیص صوم از برائے اہتمام ایں عبادت است و تاکید نفی شریک دراں عبادت کردن ست و حیلہ است۔''[۱۶]''اور حیوانات کو جو مشائخ کی نذر کرتے ہیں اور ان کی قبر پر جا کر ذبح کرتے ہیں، روایات فقہیہ میں اس عمل کو بھی شرک میں داخل کیا گیا ہے اور اس بارے میں بہت مبالغہ کیا ہے اور اس ذبح کو جن ذبیحوں کی قسم سے خیال کیا ہے جو ممنوع شرعی ہے اور شرک کے دائرہ میں داخل ہے اس عمل سے بھی پرہیز کرنا چاہیے کہ اس مین بھی شرک کی بو پائی جاتی ہے۔ نذر اور منت کے وجوہ اور بہت ہیں۔کیا حاجت ہے کہ حیوان ذبح کرنے کی منت اور نذر مانیں اور اس کو ذبح کر کے جن کے ذبیحوں سے ملائیں اور جن کے پجاریوں کے ساتھ مشابہت پیدا کر دیں۔اسی طرح وہ روزے جو عورتیں پیروں اور بیبیوں کی نیت پر رکھتی ہیں۔ یہ سب عبادت میں شرک ہے اور غیر کی عبادت کے ذریعے اس غیر سے اپنی حاجتوں کا طلب کرنا ہے اس فعل کی برائی کو اچھی طرح معلوم کرنا چاہیے۔حالاں کہ حدیث قدسی میں اللہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فرماتا ہے: **الصوم لی وانااجزی به**: یعنی ''روزہ خاص میرے لیے ہے اور روزہ کی عبادت میں میرے سوا اور کوئی شریک نہیں۔'' اگرچہ کسی عبادت میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا جائز نہیں لیکن روزہ کی تخصیص اس عبادت کے بلند شان ہونے کے باعث ہے جس میں تاکید کے ساتھ شریک کی نفی کی گئی ہے۔''

قرآن مجید میں ارشاد فرمایا گیا: **اِیَاکَ نَعبُدُوَاِیَّاکَ نَستَعِین**: [17] ''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔'' آیت مذکورہ سے واضح ہوتا ہے کہ جب عبادت اللہ کی ہوگی تو مدد بھی صرف اللہ ہی سے مانگی جائے گی (ڈاکٹر محمد شکیل اوج بھی یہی کہتے تھے) ہر قسم کا شرک حرام ہے، خواہ وہ ذات میں ہو یا صفات میں، عبادت میں ہو یا اقتدار میں، یا پھر کتاب اللہ کے ساتھ۔ ایک مقام پر ارشاد فرمایا: **اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ**: [18] ''بیشک شرک ظلم عظیم ہے''

(۴) رقص وموسیقی کی مخالفت:

حقیقت میں تو لہوالحدیث ان لغویات کو کہتے ہیں جو قرآن مجید کے مقابلے میں لائی جائیں خواہ اُن باتوں کا تعلق قول، فعل ہو یا تحریر سے۔ بعض لوگوں نے گانے بجانے والوں اور اس سے متعلقہ چیزوں کو بھی اس میں شامل کیا ہے۔ ان میں شیخ احمد سرہندی شامل ہیں بلکہ انہوں نے تو صوفیہ کے سماع ورقص کو بھی لہو میں شامل سمجھ لیا ہے۔ شیخ سرہندی اپنے ایک مکتوب جو بنام پیرزادگان صادر ہوا، لکھتے ہیں ''بدانند کہ سماع ورقص فی الحقیقت داخل لہو ولعب است کریمۂ ومن الناس من یشتری لھوالحدیث درشان منع سرود وغنا نازل شدہ است چنانچہ مجاھد کہ شاگرد ابن عباس است واز کبار تابعین گوید کہ مراد از لھوالحدیث سرد داست وفی المدارک لھوالحدیث السمر والغناء وکان ابن عباس وابن مسعودؓ یحلفان انہ الغناء وبعداز نقل روایات وعبارات حرمت غنامی نویسند کہ آیات واحادیث وروایات فقہیہ درحرمت غناء سبسیار است بحدے کہ احصائے آں متعذر است معذلک اگر شخصے حدیث منسوخ یا روایت شادہ درا باحت سرود بیار واعتبار بناید کرد زیرا کہ ہیچ فقیہے در ہیچ وقتے وزمانے فتوی باباحت سرود نداداہ است ورقص وپاکوبی را مجوز نداشتہ و عمل صوفیہ درحل وحرمت سند نیست ہمیں بس ینست کہ ما ایشاں را معذور داریم ملامت نکینم وامر ایشاں را بحق سبحانہ وتعالیٰ مفوض داریم ایں جا قول امام ابی حنیفہ وامام ابی یوسف وامام محمد معتبر است نہ عمل ابی بکر شبلی ابی حسن نوری صوفیائے خام این وقت عمل پیران خود را بہانہ ساختہ سرود ورقص را دین وملت خود گرفتہ اند وطاعت وعبادت ساختہ اولئک الذین اتخذ وا دینھم لھوا ولعبا۔ داز روایات سابقہ معلوم شد کسے کہ فعل حرام مستحسن وانداز زمرہ اہل اسلام می براید ومرتدی گردو پس خیال باید کرد کہ تعظیم مجلس سماع ورقص نمودن بلکہ آن را طاعت وعبادت دانستن چہ شناعت دارد'' [19] جاننا چاہیے کہ سماع ورقص اور حقیقت لہو ولعب میں داخل ہے۔ آیت کریمہ ''ومن الناس من یشتری لھوالحدیث'' (اور لوگوں میں (کوئی) ایسا بھی (نالائق) ہے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جو واہیات (خرافات) قصے کہانیاں مول لے لیتا ہے) سرود کے منع ہونے کے شان میں نازل ہوئی ہے۔
چنانچہ مجاہدؒ جو ابن عباسؓ کے شاگرد اور کبار تابعین میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ لھوالحدیث سے مراد ''السمر والغناء وکان بن عباسؓ وابن مسعودؓ یحلفان انہ الغناء'' (تفسیر مدارک میں ہے کہ لھوالحدیث سے مراد سمر یعنی بے ہودہ قصے کہانیاں اور سرود ہے اور ابن عباس اور ابن مسعودؓ قسم کھاتے تھے کہ بیشک وہ غنا اور سرود ہے) حرمت غنا کے بارے میں روایات اور عبارات نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ آیات واحادیث اور روایات فقہیہ غنا اور سرود کی حرمت میں اس قدر ہیں کہ ان کا شمار کرنا مشکل ہے اگر کوئی شخص منسوخ حدیث روایت شاذہ کو سرود کے مباح ہونے میں پیش کرے تو اس کا ہرگز اعتبار نہ کرنا چاہیے کیونکہ کسی فقیہ نے کسی زمانے میں سرود کے مباح ہونے کا فتویٰ نہیں دیا اور نہ ہی رقص و پا کوبی جائز قرار دیا ہے اور صوفیا کا عمل حل وحرمت میں سند نہیں ہے۔صرف یہی کافی نہیں ہے کہ ہم ان کو معذور سمجھیں اور ان کو ملامت نہ کریں اور ان کا امر اللہ کے سپرد کریں، یہاں تو امام ابوحنیفہؒ وامام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کا قول معتبر ہے نہ ابوبکر شبلیؒ وابوحسن نوریؒ کا عمل۔اس زمانے کے کچے اور خام صوفیوں نے اپنے پیروں کے عمل کا بہانہ کر کے سرود رقص کو اپنا دین بنالیا ہے اور اسی کو طاعت و عبادت سمجھ لیا ہے۔''**اولٰئک الذین اتخذوا دینھم لھو او لعبا**''(یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے لہو ولعب کو اپنا دین بنا لیا ہے) اور روایت سابقہ سے معلوم ہو چکا ہے کہ جو شخص فعل حرام کو مستحسن اور اچھا جانے وہ اسلام کے گروہ سے نکل جاتا ہے اور مرتد ہو جاتا ہے۔تو پھر خیال کرنا چاہیے کہ سماع ورقص کی مجلس کی تعظیم کرنا بلکہ اس کو طاعت وعبادت سمجھنا برا ہے۔ شیخ اور دوسرے جنہوں نے صوفیہ کے سماع ورقص کو لہو سمجھ لیا ہے۔وہ اس کی حرمت کے ذیل میں یہ آیت پیش کرتے ہیں: **وَمِنَ النَّاسِ مَن يَشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًاؕ أُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ**''۲۰ اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو لغو باتوں کو خریدتے ہیں بے علمی کے باعث تاکہ اللہ کے راستے سے بہکائیں اور اسے باعث مزاح بنائیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔'' عبادالرحمٰن کے بارے میں ارشاد ہوا: **وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَاماً**: ۲۱ ''اور جب کسی لغو چیز پر ان کا گزر ہوتا ہے تو شرافت سے گزر جاتے ہیں۔'' ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: **وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُون**' ۲۲ ''جو لغویات سے منہ موڑ لیتے ہیں۔'' وہ کام جس کا کوئی فائدہ نہ ہو اللہ کے عباد اس کا ارتکاب نہیں کرتے۔ذخیرۂ روایات میں جن سے رقص و موسیقی کی ممانعت نکلتی ہے ان میں سے ایک یہ ہے: عن جابر قال قال رسول اللہﷺ **الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء الزرع**: ۲۳ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: غناء اگاتا ہے نفاق کو دل میں جیسا کہ اگاتا ہے پانی کھیتی کو۔

(۵) سود خوری

اسلام جس طرح کا معاشرہ قائم کرنا چاہتا ہے وہ ایک عادلانہ اور منصفانہ نظام پر مبنی معاشرہ ہے۔اسلام نے ظلم و

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

استحصال کے تمام راستوں کو ایک ایک کر کے بند کیا ہے۔ اسلام نے ان تمام چیزوں کو حرام اور ناپسندیدہ قرار دیا ہے جن سے ظلم و استحصال کا دروازہ کھلتا ہے۔ اسلام میں رباء (جسے ہم آج کل سود کہنے لگے ہیں) کی قطعی حرمت ثابت ہے۔ شیخ سرہندی اپنے مکتوب جو بنام ملا ظفر صادر ہوا' لکھتے ہیں: ''مخدوما حرمت ربا بنص قطعی ثابت شدہ است کہ شامل محتاج و غیر محتاج است تخصیص محتاج ازاں جا نمودن نسخ ایں حکم قطعی است روایت قنیہ رتبہ آں ندارد کہ نسخ حکم قطعی کند و حالانکہ مولانا جمال لاہوری کہ اعلم علمائے لاہور اند می فرمودند کہ بسیارے از روایات قنیہ اعتماد را شایان نیست و مخالف است'' [۲۴]

''میرے مخدوم! ربا کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہے جو محتاج و غیر محتاج کو شامل ہے' وہاں محتاج کا خاص کرنا اس قطعی حکم کا منسوخ کرنا ہے اور قنیہ کی روایت یہ مرتبہ نہیں رکھتی کہ حکم قطعی منسوخ کرے۔ حالاں کہ مولانا جمال لاہوری جو لاہور کے علماء میں سے زیادہ عالم ہیں' فرماتے تھے کہ قنیہ کی بہت سی روایتیں قابل اعتبار نہیں ہیں اور کتب معتبرہ کی روایتوں کی مخالف ہیں (اور اگر اس روایت کو صحیح مان لیں تو اس احتیاج کی تاویل اضطرار اور مخمصہ سے کرنی پڑے گی تا کہ آیت کریمہ **فمن اضطر فی مخمصہ** کے ساتھ اس حکم قطعی کی تخصیص ہو جائے کہ قوت میں بھی ویسی ہی ہے)۔''

اللہ کا فرمان ہے: ''**أَحَـلَّ اللّٰهُ الْبَيْـعَ وَحَـرَّمَ الـرِّبَـا**۔'' [۲۵] ''اللہ نے تجارت کو حلال اور رباء کو حرام کر دیا ہے۔'' اور فرمایا: **يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللّٰهُ لاَ يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ** :[۲۶] ''اللہ تعالیٰ رباء کو مٹاتا ہے اور صدقہ کو بڑھاتا ہے اور اللہ کسی ناشکرے اور گنہگار سے محبت نہیں کرتا ہے۔'' جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار قسم کے لوگوں پر لعنت فرمائی ہے: ''عن جابر بن عبداللہ قال لعن رسول اللہ ﷺ **اکل الرباء، موکلہ، وشاهدیه وقال هم سواءٌ**'' [۲۷] ''سود کھلانے والے پر' سود کھانے والے پر' سود کی دستاویز لکھنے پر' سود کے بارے میں گواہ بننے والوں پر اور فرمایا کہ یہ سب گناہ میں برابر ہیں۔''

خلاصہ کلام:

مکتوبات، شیخ احمد سرہندی میں سے منتخب کیے گئے چند مکتوبات کے سرسری جائزے اور اس کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صوفیہ کرام نے اپنے اپنے علم اور منہاج سے اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی سعی کی۔ نیکی کا حکم دیا اور لوگوں کو برائی سے روکنے کی کوشش کی۔ ان سے لاکھ اختلاف صحیح لیکن ان کی نیت پر شک کرنا کسی بھی زاویے سے درست نہیں۔ اللہ رب العلمین کسی کو جمال دیتا ہے تو کسی کو جلال یہ سب دنیا کے مختلف نظارے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ شاہ، زوار حسین، حضرت مجدد الف الثانی (کراچی، ادارہ مجددیہ، ۱۹۸۹ء) ص ۶۷۶

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲۔ خان، اسرار محمد، لالہ، مکتوبات امام ربانی (کراچی، گارڈن ویسٹ، سن ندارد) دفتر۔اول، مکتوب نمبر ۱۹۵، حصہ سوئم، ص ۸۴۔۸۵، ۳۷۰۔
۳۔ سورۃ ص (۳۸) آیت ۲۶
۴۔ سورۃ النحل (۱۶) آیت ۹۰
۵۔ سورۃ النساء (۴) آیت ۵۸
۶۔ سورۃ الشوریٰ (۴۲) آیت ۱۵
۷۔ سورۃ المائدہ (۵) آیت ۴۴
۸۔ سورۃ المائدہ (۵) آیت ۴۵
۹۔ سورۃ المائدہ (۵) آیت ۴۷
۱۰۔ مکتوبات امام ربانی، دفتر۔دوم، مکتوب نمبر ۹۲، حصہ ہفتم، ص ۹۳
۱۱۔ ایضاً، دفتر۔اول، مکتوب نمبر ۱۶۳، حصہ سوئم، ص ۴۴
۱۲۔ سورۃ الممتحنۃ (۶۰) آیت۔۱
۱۳۔ سورۃ الانعام (۶) آیت ۱۱۶
۱۴۔ سورۃ المائدہ (۵) آیت ۸
۱۵۔ سلمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، (لاہور، اسلامی اکادمی، ۱۹۸۳ء) باب فی لبس الشھرہ، ج ۳، ص ۲۴۱۔
۱۶۔ مکتوبات، محولہ بالا، دفتر سوم مکتوب ۴۱، حصہ ہشتم، ص ۹۴۔۹۵
۱۷۔ سورۃ الفاتحۃ (۱) آیت ۴
۱۸۔ سورۃ القمان (۳۱) آیت ۱۳
۱۹۔ مکتوبات، محولہ بالا، دفتر اول مکتوب ۲۶۶، حصہ چہارم، ص ۱۳۵ تا ۱۳۷
۲۰۔ سورۃ القمان (۳۱) آیت ۶
۲۱۔ سورۃ الفرقان (۲۵) آیت ۷۲
۲۲۔ سورۃ المؤمنون (۲۳) آیت ۳
۲۳۔ عبدالرحمٰن نسائی، سنن النسائی (لاہور، مکتبہ المیز ان، س ن) ج ۱، ص ۲۲۰
۲۴۔ مکتوبات، محولہ بالا، دفتر اول، مکتوب ۱۰۲، حصہ دوم، ص ۱۰۳ تا ۱۰۵
۲۵۔ سورۃ البقرۃ (۲) ۲۷۵
۲۶۔ سورۃ البقرۃ (۲) ۲۷۶
۲۷۔ محمد بن حجاج، صحیح مسلم (لاہور، فرید بک سٹال، ۱۹۹۵ء) باب لعن اکل الرباء وموکلہ، ج ۴، ص ۳۴۶

© rasailojaraid.com